حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی مدظلہٗ

اسلامی عبادات [۴]

یہاں اتنا بتا دیں کہ شریعت نے اس کا جو طریقہ مقرر کیا ہے وہ بھی پُر از حکمت ہے۔ شریعت نے زکوٰۃ آمدنی پر فرض نہیں کی بلکہ پس انداز شُدہ رقم پر فرض کی سونے چاندی کی زکوٰۃ کے بارے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا، اس کے ضروری اخراجات کے علاوہ ہو، یعنی پس انداز ہوجائے اور ایک سال تک پس انداز رہے، اس پر فرض ہے کہ سال گزرنے کے بعد اس چاندی یا سونے کا چالیسواں حصہ یا اسی قیمت کی کوئی دوسری کارآمد چیز جس کا استعمال شرعاً جائز ہو جیسے کپڑا وغیرہ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں...... صدقہ کردے یعنی کسی فقیر اور نادار مسلمان کو دیدے، یا شریعت کے مقرر کردہ کسی دوسرے مصرف زکوٰۃ میں صرف کردے۔ اس حکیمانہ طریقہ سے فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کو مال جمع کرنے اور تجوریاں بھرنے کی رغبت ہوتی ہے، کیونکہ مال جمع رہنے کی وجہ سے کم ہوتا رہے گا۔ اس رغبت کی وجہ سے حاجتمندوں کی حاجتیں بھی پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اور کاروبار میں بھی ترقی ہوتی ہے اور بکثرت لوگوں کو روزگار میسر ہو جاتا ہے۔

تنبیہ : سونے چاندی کے علاوہ مالِ تجارت پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اسطرح ان دو چیزوں کے علاوہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے اس کے مسائل بکثرت ہیں، کتب فقہ اور علماء سے معلوم کرنا چاہیئے۔ اس کتاب میں مسائل کا بیان مقصود نہیں۔

زکوٰۃ کی حکمتیں

زکوٰۃ ایک سراپا حکمت عبادت ہے۔ اس کے فائدے روحانی ہیں اور مادی بھی، اُخروی بھی اور دنیوی بھی، انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم اختصار کے ساتھ اس کے بعض فوائد اور اسکی بعض حکمتوں کو بیان کرتے ہیں۔

۱۔ زکوٰۃ کے ایک معنیٰ پاکیزگی کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اسم بامسمیٰ ہے یعنی یہ نفس کو مال کی حد سے گزری ہوئی محبت سے پاک کر دیتی ہے۔ مال و دولت سے انسان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے طبعی طور پر اسے اس سے محبت ہوتی ہے۔ اگر یہ محبت حد کے اندر رہے تو مضر نہیں مگر جب حد سے گزر جاتی ہے تو روحانیت

کے لیئے مہلک اور آخرت میں نقصان دہ ہو جاتی ہے۔
پابندی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے دل میں حد سے گزری ہوئی محبت مال کبھی جگہ نہیں پا سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے محبتِ مال میں کمی ہوتی ہے۔ اگر دولت کی فراوانی اس میں اضافہ کرتی ہے تو زکوٰۃ اسکی ترقی میں رکاوٹ بن کر اسے حد کے اندر لے آتی ہے۔ جب آدمی کے دل میں مال کی محبت حد سے زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ کمانے اور خرچ کرنے میں حلال و حرام کے درمیان امتیاز نہیں کرتا۔ دولت اندوزی میں انہماک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد اور فکرِ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ جہاں شریعت مال خرچ کرنے کا حکم دیتی ہے۔ وہاں خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے اسی کا نام بخل اور کنجوسی ہے جو نفس کی بہت مہلک بیماری ہے۔ اس قسم کے سب گناہوں کا نتیجہ، عذابِ قبر، عذابِ جہنم، اور آخرت میں ذلّت و رسوائی ہے۔ زکوٰۃ اس قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے اور عذابِ الٰہی سے بچنے کا بہت عمدہ ذریعہ ہے۔

۲:۔ زکوٰۃ کی وجہ سے بہت سے حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور ضروریاتِ زندگی کی حد تک بلکہ اس سے بڑے بڑے دائرے میں، معاشرے کی معاشی سطح بالکل ہموار اور یکساں ہو جاتی ہے یعنی اس میں کوئی قابلِ تذکرہ نشیب و فراز نہیں باقی رہتا، دوسرے الفاظ میں مناسب اور پسندیدہ درجہ میں ضروریاتِ زندگی یعنی ضروری غذا، لباس، جائے قیام، اور سہولتِ علاج کا انتظام ہر شخص کے لئے ہو جاتا ہے۔ اور معاشرے میں کوئی شخص بھی ناداری اور افلاس کی وجہ سے فاقہ کشی پر مجبور نہیں ہوتا کیونکہ زکوٰۃ کی رقم، فقراء، مساکین اور ناداروں میں تقسیم کی جاتی ہے جو انکی قوّتِ خرید بڑھا دیتی ہے۔

۳۔ زکوٰۃ کی وجہ سے تجارت میں ترقی ہو کر عام مرفہ الحالی پھیلتی ہے۔ اور وہ اس مال کو فراخ دلی کے ساتھ خرچ بھی کرتے ہیں تاکہ دوبارہ مالِ زکوٰۃ کے مستحق رہیں، اور مال جمع کر کے کسی دن خود مالکِ نصاب بن کر زکوٰۃ میں اپنا استحقاق نہ زائل کر دیں۔

۴۔ نفسیاتی اصول ہے کہ انسان کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے متاثر ہوتا ہے۔ اس قاعدے کے بموجب زکوٰۃ دینے والے کے دل میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس کا ظاہری عمل (یعنی زکوٰۃ دینا) اسی اچھی خصلت کا نمونہ ہے۔ جس سے اس کا باطن یعنی دل متاثر ——————

ہوتاہے اور اس کے نفس میں یہ خصلت پیدا ہوجاتی ہے اور اگر پہلے سے موجود ہو تو مستحکم اور مضبوط ہوجاتی ہے۔

۵۔ جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ ان کے دل میں عطا کرنے والے کی محبت اور اس سے ہمدردی پیدا ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ہر سلیم الطبع انسان احسان سے متاثر ہوتا ہے۔

طرفین کے ان پاکیزہ جذبات ہمدردی و مروت کی وجہ سے معاشرے پر اتحاد، ہمدردی اور امدادِ باہمی کے میلانات غالب رہتے ہیں، جو سوسائٹی کی فضا کو خوشگوار اور سکون بخش بنادیتے ہیں۔

۶۔ فریضۂ زکوٰۃ کے احساس کی وجہ سے مال داروں میں مال جمع کرنے کا رُجحان کمزور ہوجاتا ہے۔ اور اس کے بجائے مال و دولت خرچ کرنے کے رجحان کو قوت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ زکوٰۃ آمدنی پر نہیں بلکہ پس انداز اور جمع کئے ہوئے مال پر فرض ہے۔ دولت جمع کرنے سے اس میں کمی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر اس میں اضافہ نہ ہوتا رہے تو زکوٰۃ کی وجہ سے وہ چند سال میں ختم ہوجائے اس لئے عقلمندی کا تقاضا یہ ہوتاہے کہ مال کو کسی پیدا آور کام میں لگا دیا جائے مثلاً کوئی کارخانہ کھولا جائے یا دوکان کرلی جائے۔ گویا اصطلاحی الفاظ میں شغل اصل (INVESTMENT) ہی مُفید نظر آتا ہے اور اسی کی خواہش پیدا ہوتی ہے یہ چیز اجتماع یعنی قوم و ملک کے لئے بہت مفید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے.... ملک و قوم کے کاروبار میں ترقی ہوتی ہے۔ دولت کی افادیت کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے اور وہ تجوری میں رہنے کی بجائے بکثرت ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ بیکاروں اور بے روزگاروں کو کام اور روزگار میسر آتا ہے۔ اور بہت سے حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

صوم یعنی روزہ

اسلامی مہینوں میں ماہِ رمضان کا نام اس قدر مشہور ہے کہ جاہل مسلمان بھی اس سے واقف ہیں۔ اس کی شہرت کا سبب اسکی یہ خصوصیت ہے کہ اسمیں ایک عجیب مگر بہت حکمت آمیز عبادت کی جاتی ہے جس کا نام عربی میں "صوم" اور اردو میں "روزہ" ہے۔

روزے کو میں نے عجیب عبادت اس لئے کہا کہ اسکی کوئی ظاہری شکل وصورت نہیں جسے کوئی دیکھ سکے، طلوع صُبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی لطف اندوزی کو چھوڑ دینے اور ان سے احتراز کرنے کا نام "صوم" یعنی روزہ ہے۔ گویا روزہ کسی کام کے کرنے کا نام نہیں بلکہ چند کاموں کے ترک کرنے کا نام ہے، روزہ دار چلتا پھرتا اور بات چیت کرتاہے، پڑھتا اور سوتاہے۔ مگر ہر حالت میں مصروفِ عبادت رہتاہے اور ان کاموں سے اسکی عبادت "صوم" میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ دیکھنے والا اسے کسی عبادت میں مشغول نہیں پاتا اور نہ بتائے بغیر اُسے اُس کے

روزہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ صومِ رمضان فرض ہے اور بغیر عُذر شرعی اسے چھوڑنا سخت گناہ اور اس کے فرض ہونے کا انکار کرنا کفر ہے۔ جو شخص صومِ رمضان کے فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝	اے ایمان والو! تمہارے اُوپر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں جسطرح تم سے پہلے ہونے والی اُمتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(البقرہ پ۲)

آیت سے روزِ روشن کی طرح روشن ہے کہ صومِ رمضان ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔

حالتِ سفر میں جب سفر شرعی ہو یعنی کم از کم اڑتالیس میل کی مسافت طے کرنے کی نیت ہو، تو رمضان کا روزہ قضا کرنا اور سفر ختم ہونے کے بعد اسکی قضاء رکھ لینا جائز ہے، اسی طرح بعض اور صورتیں بھی ہیں جن میں یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اور بعض مجبوری کی حالتیں ایسی ہیں جن میں روزے کی بجائے "فدیہ" یعنی مقررہ صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ ان مسائل یا صوم کے متعلق دوسرے مسائل کو کتبِ فقہ میں دیکھنا یا کسی عالم دین سے دریافت کرنا چاہیئے۔ یہ مختصر اشارہ اس لئے کر دیا گیا کہ پڑھنے والوں کو شریعت مطہرہ کی نرمی و سہولت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

صوم کی یہ خصوصیت کہ وہ چھُپا رہتا ہے اور کسی کو دکھایا نہیں جا سکتا نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے، اُسے ریا اور دِکھاوے کے خطرے سے محفوظ اور اخلاص کے نُور سے منور کر دیتی ہے۔ روزہ دکھاوے کے لیے نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ اگر ریا اور دکھاوا مقصود ہو تو آدمی خلوت میں تو کھا پی سکتا ہے۔ جب خلوت میں بھی روزے سے رہتا ہے تو اس کے خلوص میں کسی شُبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے ایک حدیثِ قدسی[1] میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف - قال الله تعالی الا الصوم	ابنِ آدم کے ہر عملِ (خیر) کی جزا دس گنی سے سات سو گُنی تک ملتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوا روزے کے پس بیشک وہ (روزہ)

---

[1] حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، مگر الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں اور معنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں

فانہٗ لِی وَاَنَا اَجۡزِی بہٖ ۔
(مشکوٰۃ کتاب الصیام ص۱۷۳)

مخصوص طور پر صرف میرے لئے ہوتا ہے۔
اور میں ہی اسکی جزا دونگا ۔

عبادات میں صرف صوم کی خصوصیت ہے کہ اس میں ریا کی گنجائش نہیں ۔ یہ بات کسی عبادت میں نہیں پائی جاتی ۔ دوسری عبادتوں مثلاً نماز، صدقہ وغیرہ میں ریا سے بچنے اور اخلاص پیدا کرنے کی کچھ نہ کچھ کوشش کرنا پڑتی ہے مگر روزے میں معمولی نیت ہی سے اخلاص خود بخود پیدا ہوجاتا ہے اور ریا کا شبہ باقی نہیں رہتا ۔ روزے کی اس خصوصیت کو سامنے رکھنے سے حدیث مذکور کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ صوم دوسروں کی نظروں سے مخفی ہوتا ہے ۔ اس لئے اسکی جزا بھی مخفی رکھی گئی اور وہ اتنے اونچے درجہ کی ہوگی کہ اس دنیا میں اسکا تصور نہیں کیا جا سکتا ۔ گویا اسے عقل و تخیل سے بھی پوشیدہ کر دیا گیا تاکہ جب قیامت کے دن اسکی جزا عطا فرمائی جائے تو روزہ دار کو حیرت کے ساتھ مسرت بے پایاں بھی حاصل ہو کیونکہ جب کوئی نعمت یکایک ملتی ہے تو اسکا لطف بڑھ جاتا ہے ۔ خصوصاً جب وہ نعمت بہت بڑی اور توقع سے بہت زیادہ ہو ۔ ——

(باقی)

چینی کی پریشانی

شکر کے غم سے پریشاں ہے ہر امیر و غریب
یہ کہہ رہا تھا کوئی شخص گھنٹہ گھر کے قریب
کوئی تو صورتِ اُمید اب نظر آئے
خدا کرے مجھے پیشاب میں شکر آئے

(دلاور فگار)

مہنگائی

اہلِ مریدکے کا احتجاج

لبھدا نئیں گھیو کھنڈ تے آٹا
سُتھن اُدھڑی کُرتا پاٹا ۔
لیڈراں دے لئی شرم دا گھاٹا
روٹی کپڑا ہور مکان
واہ حکومتِ پاکستان